محمد بشیر الطیب
(خطیب الجہرا، کویت)

گناہوں کی کہانی قرآن کی زبانی

﴿یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما﴾ (سورۃ البقرہ)

''لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔''

محترم قارئین کرام! آج جس طرح دنیا والے اور خاص کر مسلمان گناہوں کی دلدل میں پھنس رہے ہیں، کفار سے ہم کو کیا مطلب۔ ٹھیک ہے کہ ان کی اصلاح بھی ضروری ہے کیونکہ اسلام کا پیغام تو پوری دنیا کے لیے ہے اور پھر امت کا یہ اہم فریضہ بھی ہے۔

﴿کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ﴾ (سورۃ آل عمران)

لیکن جب اس امت کی حالت کو دیکھا جاتا ہے تو آج جس قدر ان کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اتنی اور کسی کی نہیں کیونکہ جو امت مصلح تھی، اس کی ہی حالت خراب ہو چکی ہے اور شیطان اور اس کی ذریت تو آج کل مسلمانوں کی نئی اور پرانی نسل کو جس طرح تباہ کرنے پر کمر بستہ ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کے بارے میں رب العالمین نے فرمایا اور آگاہ کیا:

﴿الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشآء﴾ (البقرہ)

کیونکہ شیطان اور اس کی اولاد حقیقی ومعنوی کفار یہ ہی واویلا کر رہے ہیں کہ اسلام کے اصول پر عمل کرنے سے بھوکے مر جاؤ گے اور تم فقیر ہو جاؤ گے۔ ساتھ ہی ان کو بے حیائی کی طرف رغبت دلانے پر اپنی

پوری قوت صرف کر رہا ہے۔ اصل آزادی حیات یہ ہے اسلام تو آپ لوگوں کو بے جا بندھن میں جکڑ رہا ہے۔ حالانکہ اسلام ہی ایک ایسا نظامِ حیات ہے جس پر عمل کر کے ایک انسان انسانیت کے اوصاف جمیلہ سے متصف ہوسکتا ہے۔ ورنہ یہ انسانیت سے نکل کر ایک حیوان اور ایک درندہ صفت انسان بن جاتا ہے۔

تو میں نے عرض کیا ہے کہ آج جتنی اس دور میں مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورت ہے، خاص کر ہمارے ہر ذی شعور کو اپنے گھر کی چار دیواری سے لے کر اپنے آفس اور کاروبار تک اصلاحی پہلو اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے جس سے کوئی بھی پہلو تہی نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی عذر قابل قبول ہوسکتا ہے کیونکہ رب العالمین کا حکم عام ہے اور ہم نے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اپنی نظروں کو بند کیے رکھا تو پھر یہ جرم قابل معافی نہیں ہوگا اور پھر اس کی سزا کے لیے تیار رہنا چاہیے اور خاص کر علماء دین کو تو دن رات بس اصلاح معاشرہ کی طرف توجہ دلانی چاہیے۔ یہاں بھی کوئی گناہ کی کہانی سامنے آئے، اس کو اپنے خطاب کا موضوع بنانا چاہیے اور لوگوں کو اس سے آگاہ کریں تاکہ مسلمان اس سے بچ سکیں۔

ہاں تو میں نے آج گناہوں کی کہانی قرآن کی زبانی پر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا۔ ویسے تو بہت سارے گناہ ہیں، قرآن مجید میں بھی ان کی نشاندہی اور ان سے آگاہ کیا ہے اور احادیث نبوی میں بھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو ان سے واضح اور دوٹوک آگاہ کر دیا ہے اور پھر اس دور میں کوئی بھی مرد و خواتین مسلمان نہیں جس کو گناہ کا علم نہ ہو اور اس گناہ کی سزا سے آگاہ نہ ہو۔ میں صرف چند ایک گناہوں کو احاطہ تحریر میں لانے کی کوشش کروں گا جس کو قرآن مجید کی زبان ''اثم'' کہا گیا ہے۔ ''اثم'' کیا ہے یہ کتنا بڑا ہے، آئیں ذرا ان ہی گناہوں کا تذکرہ کریں جن کو اللہ تعالیٰ نے ''اثـــم'' کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ جو میں نے ابتداء میں آیت تحریر کی ہے۔

﴿یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر﴾ یعنی شراب اور جوئے کے بارے میں آپ سوال کرتے ہیں تو آپ ان کو بتادیں کہ یہ دونوں ہی بڑے گناہ ہیں۔ اس آیت سے ہم کو یہ عندیہ ملتا ہے کہ وہ لوگ جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے تھے، اس میں یہ گناہ عام تھا۔ لوگ جوا اور شراب کے عادی جرم کی حد تک اس میں مشغول رہتے تھے تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے ایک دن سوال کیا، کیا یہ شراب اور کاروبار جوا برائی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال پر بات واضح کہہ دی کہ یہ گناہ ہے اور پھر یہ گناہ کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حکیم ہے' ساتھ ہی ان کے دنیاوی فائدہ کا بھی تذکرہ فرمادیا کہ اس میں دنیاوی فائدہ ہے۔ تاکہ ان کو یہ پوچھنے کا موقع ہی نہ ملے کہ اس میں تو فائدہ بہت بڑا ہے اور اسلام تو کسی کو نقصان دینے کے لیے تیار نہیں اور فرمایا یہاں اس کا فائدہ ہے' وہاں پر ان دونوں کا گناہ بہت بڑا ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان دونوں گناہوں کو چھوڑنے میں کوئی عذر نہیں کیا' بلکہ اسی وقت ان کو چھوڑ دیا اور رک گئے اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ کوئی بھی گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو یا چھوٹا' کیسی ہی بری عادت ہو' ایسا نہیں ہے کہ وہ چھوڑا یا اس سے باز نہیں رہا جا سکتا بلکہ آن کی آن اس سے باز آ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان کر دیا:

﴿فان انتهو فان الله غفور رحيم﴾

''اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

قرآن میں سورۃ مائدہ میں ان دونوں گناہوں کا تذکرہ ذرا تفصیل سے کیا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے صرف تمہید کے طور پر ان کو آگاہ کیا۔

﴿يايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون○ انما يريد الشيطن ان يوقع بينكم العداوة والبغضآء فى الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون○

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں۔ ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہاری آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے تو اب تم باز آجاؤ۔''

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گناہوں کی حقیقت کو واضح طور پر بیان کر دیا تاکہ اہل اسلام اس سے باز رہیں کیونکہ ان کے نقصانات ان کے فائدہ سے زیادہ ہیں۔ یہ کتنے بڑے گناہ ہیں' اس کا بھی اندازہ ہو گیا ہے اور شیطان اور اس کے حواریوں کا منشا اور ان کی چالوں کا بھی واضح پتہ چلتا ہے کہ شیطان اور اس کے حواری کیا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ راز بھی کھول کر بیان کر دیا کہ ان کا منشا یہ ہے کہ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں آپس کی عداوت اور بغض پیدا کیا جائے۔ ان کو آپس میں لڑایا جائے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ اور ذکر

وعبادت سے روکا جائے جس میں وہ آج کامیاب نظر آرہے ہیں اور مسلمان اللہ تعالیٰ کی تعلیم وآ گاہی سے بالکل غافل نظر آتا ہے۔ جس طرح آج مسلمان شراب اور جوئے میں گھرا ہوا ہے' کیونکہ شیطان کے حواری تو یہ ہی چاہتے تھے اور انہوں نے پھر ایسے ایسے روشن باب ان کے سامنے پیش کیے اور کرر ہے ہیں جو اصل میں مسلمانوں کے لیے سوائے تاریک باب کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں بلکہ ان کو تباہ کرنے کا ایک بہت بڑا حربہ اور منصوبہ تیار کیا اور کرر ہے ہیں۔

حال ہی میں دولۃ الکویت کی اسمبلی سے جس طرح بل پاس کروایا گیا ہے کہ جمعرات کی سرکاری چھٹی کی بجائے ہفتہ کی چھٹی ہونی چاہیے کیونکہ بنکوں کے کاروبار میں اس سے فائدہ ہوگا کیونکہ پہلے سرکاری چھٹی جمعرات اور جمعہ کو ہوا کرتی تھی۔ آج سے چھٹی جمعہ اور ہفتہ کو نافذ العمل ہوگی۔ یہ تحریر میں یکم ستمبر کو قرطاس کی زینت کرر ہا ہوں اور آج سے ہی ملک دولۃ الکویت جو ایک اسلامی ملک اور عربی ہے' سرکاری چھٹی جمعہ اور ہفتہ کو ہونی شروع ہوگئی ہے۔ یہ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا ہوگا لیکن یہ بھی ہوگیا۔ اب یہ زبان عام ہے' آج یہودیوں کے دن کی چھٹی کاروبار کی وجہ سے کی ہے تو کل کو عیسائیوں کے دن کی چھٹی کا امکان ہے کیونکہ یہ کاروباری لالچ ہے جو انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ ایک دن لے ڈوبتا ہے کیونکہ شیطان اور اس کے حواری یہ کب پسند کریں گے کہ مسلمان اپنا تہوار اچھے طریقے سے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق گزاریں۔ کل کو وہ اور لالچ دیں گے کہ دیکھا ہفتہ کی چھٹی کرنے سے کتنا فائدہ ہوا یہ ہی بہتر ہے کہ اتوار کی چھٹی کرو تاکہ مزید فائدہ ہوگا۔ جمع کے دن کوئی کاروبار کرنا حرام تو نہیں۔ آپ نوکری کریں' اس میں کیا حرج ہے۔ صرف جمعہ کے دن جمعہ کی نماز اور خطبہ سننا ہی فرض ہے تو اس سے کون روکتا ہے۔ ہفتہ اور اتوار کی چھٹی پوری دنیا میں کاروبار ہفتہ اور اتوار کو بند ہوتا ہے اس لیے آپ بھی ان دنوں کاروبار نہیں کریں گے تو نقصان کم ہوگا اور فائدہ زیادہ۔ العیاذ باللہ۔

اللہ تعالیٰ نے اس لیے ہی فرمادیا کہ جوا اور شراب میں فائدہ دنیاوی ضرور ہے لیکن اس کا گناہ اس سے بھی بڑا ہے۔ آج کل جوا اور شراب کی کئی قسمیں اور شکلیں ہیں جو کئی طریقوں سے منظر عام پر لائی جارہی ہیں تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ان کا ایمان بھی اور مال بھی لوٹا جائے اور شیطان کے حواری ایسا کرر ہے ہیں۔ شراب' منشیات جو کئی قسم میں دستیاب ہیں' آئے دن اخبارات میں ان کا تذکرہ آتا رہتا ہے۔ یہ کاروبار کرنے والے بھی مسلمان ہی ہیں۔ وہ لوگ راتوں رات امیر ترین انسان بننے کی کوشش میں رہتے

ہیں اور یہ کاروبار کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ اسلام کے مقام و وقار کو جانتے ہیں۔ بس ایک ہی عزم خبیث ہوتا ہے کہ میں مالدار بن جاؤں اور اپنی جان کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ کویت کے ایئر پورٹ پر بڑے عجیب وغریب واقعات پیش آتے ہیں اور پکڑے جاتے اور مدتوں جیلوں میں رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کاروبار سے باز نہیں آتے۔

اسی طرح جوا بھی اغیار نے کئی قسموں میں پیش کیا اور متعارف کرایا ہے۔ مثلاً لاٹری اور سودی منافع بنکوں میں یہ کام آج کل عروج پر ہے۔ کہیں گاڑیوں کی شکل اور کہیں ڈالروں کی شکل میں۔ یہ سب شکلیں اور کاروبار خواہ کسی شکل میں ہو وہ حرام ہے اور (اثم) گناہ ہے۔ بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس سے قبل میں نے ایک مضمون تحریر کیا تھا کہ سود اور جھوٹی پیغام تباہی جو ہفت روزہ اہل حدیث شمار (۴۹) جلد ۳۸ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں سود کی پوری تفصیل آ چکی ہے کہ یہ ایسا گناہ ہے جس کی بغیر توبہ کے معافی ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے آدمی جو مسلمان بھی اور یہ کام بھی کرتا ہو اس کو اپنا کبھی بھی دوست یا محبوب نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کہا کہ جنگ کرنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ تیار ہو جاؤ۔

﴿یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفار اثیم﴾

آج مسلمان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کر کے لاٹری اور بانڈ کے کاروبار جو ایک جوا کی قبیح قسم ہے اس میں اپنا روپیہ لگا کر جوا کھیلتے نظر آتے ہیں اور پھر وہ بہت ہی خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس آگاہی سے جتنا بھی ہو افسوس کرنا چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے کیونکہ انہوں نے یہ کام کر کے اللہ تعالیٰ کی واضح ناراضگی حاصل کی یہ وجہ ہے کہ آج مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہیں اور شیطان کے قریب ہوتے جا رہے ہیں اور ان کے کاموں جو اس کو خوش کرنے والے اس پر وہ بہت خوش ہوتا ہے۔

ایک اور گناہ کی کہانی قرآن کی زبانی ﴾......

- ﴿ولا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل وتدلوا بها الى الحكام لتاكلوا فريقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون﴾ (البقرہ)

''اور ایک دوسرے کا مال ناحق (ناجائز) طریقہ سے نہ کھایا کرو نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم وستم (گناہ) سے اپنا کر لیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔''

آج ہر انسان (کافر و مسلمان) کی کوشش ہوتی ہے کہ مال کو ہر طریقہ سے حاصل کیا جائے۔ حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر یہ ایسا کیوں ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات سے دوری اور اللہ اور آخرت کے خوف سے دل خالی ہے۔ ہر انسان کو ہوسِ مال نے اندھا کر دیا ہے۔ ہر انسان حلال و حرام، جائز و ناجائز کی تمیز کیے بغیر مال کو ہر طریقہ سے اکٹھا کرنے میں لگا ہوا ہے۔ حالانکہ مال اس کو اس طرح فائدہ نہیں دے گا کیونکہ ایسے ہی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ویل لکل همزة لمزةo الذی جمع مالا وعددهo یحسب ان ماله اخلدهo کلا لینبذن فی الحطمةo وما ادراک ماالحطمةo نار الله الموقدةo﴾ (سورۃ الھمزۃ)

''بڑی خرابی ہے اس شخص کے لیے جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو اور مال جمع کرتا اور گنتا جائے اور سمجھے کہ اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ (سدا) رہے گا۔ نہیں نہیں یہ تو توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا کچھ ہوگی وہ تو اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔''

آج کتنے حکومتوں کے اہل کار لوگوں کے مالوں کو ہڑپ کر رہے ہیں۔ بلکہ ملک و ملت کے یہ ڈاکو کتنی ہی ناجائز املاک پر انہوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور بنکوں سے کئی حیلے بہانے سے مال کو کھا رہے ہیں اور معاشرہ میں بیماری اب خاص عام میں عام پائی جاتی ہے۔ نہ کسی کا مال محفوظ ہے نہ جائداد نہ اس سے یتیم کا ان کو خیال آتا ہے اور نہ کسی بیوہ کی آہ و بکا ان پر اثر کرتی ہے۔ یہ بیماری آج ہی نہیں بلکہ بہت پرانی ہے کیونکہ مال ہوس انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ قاضی ایاس بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کا ہے جب آپ چیف جسٹس کے عہدہ پر فائز تھے۔ حکومت کے ایک بڑے عہدہ پر فائز آدمی کے پاس ایک آدمی نے ایک تھیلی دیناروں سے بھری بطور امانت رکھی اور طویل مدت تک کہیں سفر پر چلا گیا۔ جب یہ شخص طویل عرصہ اس اعلیٰ افسر کے پاس نہ آیا تو اس نے ایک چال چلی وہ یہ کہ اس نے تھیلی کے نچلے حصے سے نہایت احتیاط کے ساتھ ڈوری کاٹ دی اور اس سے سارے دینار نکال کر اس کی جگہ درہم رکھ دیئے۔ پھر تھیلی کو اسی طرح سی دیا۔ جیسی پہلے تھی۔

صاحب مال پندرہ سال بعد اس افسر اعلیٰ کے پاس آیا اور اس نے بطور امانت رکھوائی ہوئی اپنی تھیلی طلب کی۔ افسر نے صاحب مال کو اس کی تھیلی واپس کر دی، جو اسی طرح سر بمہر تھی، جس طرح کہ اس نے پندرہ سال قبل امانت اس کو دی تھی۔ جب صاحب مال نے تھیلی کھولی تو اس دینار کے بجائے درہم تھے۔ وہ

یہ دیکھ کر بہت ہی سر پٹایا اور بولا یہ تھیلی میری نہیں میری تھیلی میں دینار تھے۔ جبکہ اس میں درہم ہیں۔ مجھے اپنی دیناروں والی تھیلی چاہیے۔

عہدیدار بڑے افسر نے کہا غور سے دیکھو تھیلی وہی ہے جو تم میرے پاس رکھی تھی۔ آج تک یہ سربمہر بند ہے۔ یہی تھیلی تیری ہے۔ میں نے تمہیں کوئی دھوکا نہیں دیا۔ ادھر وہ شخص اصرار کرتا رہا کہ مجھے دینار چاہئیں' میری تھیلی میں دینار تھے۔ جب بات نہیں بنی تو صاحب مال نے قصہ عدالت میں پیش کیا۔ قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت اور مقدمہ کی نوعیت پوچھی۔ صاحب مال سال حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ پندرہ سال پہلے میں نے دیناروں سے بھری تھیلی اس کے پاس رکھی تھی' لیکن اب یہ دنیاداروں کے بجائے درہموں کی تھیلی مجھے دے رہا ہے۔

اب قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ اس اعلیٰ افسر سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔ افسر نے کہا کہ اس کی تھیلی سربمہر رکھی ہوئی ہے۔ قاضی ایاس نے پوچھا کتنے برسوں سے؟ افسر نے بتایا کہ پندرہ سال قبل۔ قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ نے خادموں کو حکم دیا کہ تھیلی کا بندھن کھول کر اس کے درہم بکھیر دو۔ خادموں نے حکم کی تعمیل کی اور تھیلی کے پورے درہم بکھیر دیئے۔ بکھیرے ہوئے درہم کچھ دس سال پرانے سکے تھے اور کچھ پانچ سال پرانے اور آگے پیچھے پانچ سالوں کے تھے۔ قاضی ایاس رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ افسر سے مخاطب ہوئے کہ تم نے اقرار کیا کہ تھیلی میرے پاس پندرہ سال سے ہے اور تھیلی کے اندر دس سال پرانے سکے بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ تھیلی پندرہ سال میں کبھی نہ کبھی کھلی ضرور ہے۔ اس وقت دیناروں کو درہموں سے بدلا گیا ہے۔ قاضی ایاس کی دلیل نے مجرم کو اقرار جرم پر مجبور کر دیا۔ اس طرح اس نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا اور اس کے اس مجرمانہ فعل کی قلعی کھل گئی۔

آج کوئی نئی بات نہیں کہ حکمرانوں کے اہلکار اور اعلیٰ آفیسر بلکہ وزیران جرموں کو کرتے نظر آتے ہیں بلکہ جرم ثابت ہو جانے کے بعد بھی جرم کرتے خوف نہیں کھاتے۔ کیونکہ انہیں علم ہے کچھ ہونے والا نہیں۔ کیونکہ آج دادِ فریاد سننے والا کوئی نہیں ہے۔ سب ہی مجرم ہیں۔ فیصلہ کچھ کرنا یا انصاف کی کب امید ہے۔ پہلے پرانے دور میں مظلوم کی داد فریاد سنی جاتی تھی اور اس کو انصاف بھی ملتا تھا' خواہ بادشاہ کا ہی شہزادہ کیوں نہ ہوتا۔ اس طرح کا ایک واقعہ پڑھ لیں ذرا ایمان بھی تازہ ہو جائے اور قانون اسلام و انصاف رفعت کا بھی پتہ چل جائے۔

دولت عباسیہ کا تاجدار مامون الرشید جس نے نوشیروان کے عدل اور حاتم طائی کی سخاوت کی یاد تازہ کر دی۔ شہزادہ عباس اس کا بڑا لڑکا ہے۔ وہ طائفہ النخل کے قریب شکار میں مصروف ہے اور اس کی نظر ایک پانی بھرنے والی عورت پر پڑی جو حسن و جمال کی پری تھی۔ پس اس کا دیکھنا تھا کہ وہ اس پر لٹو ہو گیا اور اپنے نوکروں کو کہا کہ اس کا پتہ کریں کہ یہ کس قبیلہ کی ہے اور ساتھ ہی نکاح کا پیغام دے آؤ۔ یہ عورت برامکہ خاندان کی غیور ایک بیوہ دو معصوم بچوں کی ماں ہے۔ جب کہ شہزادے کا پیغام دیا تو اس غیور حسینہ کے چہرے پر بل آ گیا اور غصہ سے تمتما اٹھا۔ اس نے شہزادے کا پیغام حقارت سے ٹھکرا دیا اور غصہ سے کہا ہارون ہماری جانیں تباہ کر چکا' اب مامون ہماری عزت کے درپے ہے۔ لیکن عباس مامون یاد رکھے کہ اس کی شہزادگی اس ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی کی دہلیز پر دونوں ہاتھوں سے مسل کر رکھ دوں گی۔ نوکر نے جا کر یہ پیغام سنایا تو شہزادے کا غصہ اور بڑھ گیا اور نوکر کو کہا اسے جا کر کہہ دو کہ تیری تباہی کی صبح طلوع ہونے والی ہے اور تجھے دو گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے کہ یہ مکان خالی کر دے کیونکہ شہزادہ عباس کا غصہ تیری جان و مال کو خاک میں ملا دے گا۔

اس غیور حسینہ جس کا نام مغیرہ بنت ازار تھا دروازے پر آئی اور قاصد کو کہا عباس اس وقت کو بھول جائے جب میرے دادا جعفر کا سر اس کے دادا ہارون کے سامنے رکھا گیا تھا۔ یہ کہہ کر مغیرہ نے ایک سفید چادر سر پر ڈال کر دونوں یتیم بچوں کو ساتھ لیا اور باہر چلی گئی۔ دوسری صدی ختم ہونے کے قریب تھی۔ مامون الرشید کا دربار گرم ہے۔ مامون کے پہلو میں عباس تخت نشین ہے۔ امراء وزراء خاموش بیٹھے ہیں کہ مظلوم بیوہ مغیرہ جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کو شرماتا تھا' لیکن اب ضعیفی کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ دربار شاہی میں حاضر ہوئی۔ ایک بیوہ کا مکان صرف اس لیے کہ وہ اپنی عصمت کی محافظہ تھی۔ سلطنت عباسیہ کو مبارک ہو۔ لیکن مامون الرشید ایک دن اس بادشاہ کو بھی منہ دکھانا ہے جس کی سلطنت کبھی فنا نہ ہو گی۔ ایک ظالم کے خلاف تیرے پاس فریاد لائی ہوں۔ انصاف کر اور داد لے۔

تمام درباری عورت کا منہ تکنے لگے' مگر کسی کو اتنی ہمت نہ تھی کہ خلیفہ کی موجودگی میں اس سے بات کر سکتا۔ مامون الرشید نے عورت سے کہا اس ظالم کا نام بتا کہ وہ کون ہے؟ عورت نے ہنس کر کہا شہزادہ عباس جو شاہی تخت پر آپ کے ساتھ بیٹھا ہے۔ مامون کا چہرہ اتنا سنتے ہی غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے چوبدار کو حکم دیا کہ عباس کو اس عورت کے برابر کھڑا کر دے تاکہ مدعی اور مدعا علیہ میں کوئی امتیاز نہ رہے۔ شہزادہ عباس خاموش اور ہر سوال کا جواب رک رک کر ایک آدھ بات کہہ دیتا۔ مغیرہ بنت ازار دھڑلے سے اپنی داستانِ مصیبت بیان کر رہی تھی۔

وزرائے سلطنت مغیرہ کی جرات اور بے باکی پر متعجب ہوئے اور کہا یہ بے باکی آداب شاہی کے خلاف

ہے' ادب سے گفتگو کرو۔ مامون الرشید نے کہا اس کو مت روکو یہ حق رکھتی ہے۔ اس وقت پانچ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی مامون الرشید نے مغیرہ کے قدموں میں ڈال دیں اور صرف اس کا مکان ہی واپس نہیں کیا بلکہ ایک عالیشان محل قصرِ عباس مغیرہ کو عطا کیا اور درخواست کی کہ شہزادے کا قصور معاف کردے۔

یہ تھا ایک بیوہ اور دو یتیم بچوں کی ماں کا فریاد اور اس پر مامون الرشید کا انصاف اور فریاد رسی اس لیے وہ انصاف انصاف کا نغمہ الاپتی دربار سے خوش گئی۔ اس وقت کے حکمران بادشاہ یا خلیفہ بات سنتے تھے اور ہر ایک کو بات کہنے کا حق دیا جاتا تھا اور پھر پورا پورا انصاف ملتا تھا۔ آج کوئی فریاد سنتا ہے اور کس کو بات کہنے کا حق دیا جاتا ہے؟ بلکہ دھکے مار کر دربار سے نکالا جاتا ہے اور الٹا اس کے اوپر ہی مقدمہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہ اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ کسی کو کسی کے خلاف فریاد کرنے کی جرات نہ ہو۔ آج تو جس کا زور چڑھتا ہے' اپنی غنڈہ گردی سے نہ یتیم کا مال دیکھتا ہے اور نہ کسی بیوہ محتاج غریب کا اپنے رعب و بدمعاشی سے مال ہڑپ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ اوپر بیان کر چکا ہوں کہ آج دلوں میں خوف نہیں رہا' جس سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ظلم وستم اور رشوت ستانی کا دور دورہ ہے۔

حالانکہ یتیم کے مال کو کھانا اور اس کا احساس تک بھی نہ ہونا کہ یہ یتیم ہے اس کا کوئی والی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اس لیے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یتیم کا مال ناجائز بغیر وجہ کے کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سے بچو۔

﴿واتوا الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا﴾ (سورۃ النساء)

''اور یتیموں کو ان کا مال دو اور پاک حلال چیز کے بدلے ناپاک حرام چیز نہ بدلو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال کو ملا کر کھا نہ جاؤ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے یتیم کا مال کھانے پر بہت وعید فرمائی:

﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا﴾ (سورۃ النساء)

''جو لوگ ناحق (ظلم) سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور البتہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔''

ایسے لوگوں کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ اس دنیا فانی میں تو ہمیشہ نہیں رہنا ایک نہ ایک دن اس سے رخصت ہونا ہے۔ پھر افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اصل حقیقت سے سب آگاہ ہیں کہ یہ دنیا

فانی ہے اور یہ بے وفا ہے۔ لیکن پھر بھی اس سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اس کی چمک میں ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ وہ اس کے خلاف بات سننا بھی پسند نہیں کرتے اور کئی ایسے احمق بھی ہیں کہ مال و دولت کے نشہ میں آ کر اپنے ماتحت اور کمزور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنا شروع کر دیتے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کرنے اور کرانے پر اُتر آتے ہیں اور صحیح راستے اور احکام الٰہی کو بھی بدلنے میں کوئی شرم نہیں کھاتے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مال و دولت اور منصب اعلیٰ کے نشہ میں یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ ان کا حق جس طرح ہم چاہے کریں کون ہم کو روک سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿الذین یستحبون الحیوۃ الدنیا علی الاخرۃ ویصدون عن سبیل اللہ ولیبغونھا عوجا اولئک فی ضلل بعید﴾ (سورۃ ابراہیم)

''جو آخرت کے مقابل میں دنیوی زندگی کو پسند رکھتے اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں ٹیڑھا پن پیدا کرنا چاہتے ہیں یہی لوگ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔''

اس آیت سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ ناجائز اور حرام طریقہ سے مال پر قابض ہو کر اس کے نشہ میں لوگوں کو اسلام اور تعلیم اسلام سے بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح ہمارے ملک پاکستان میں روشن خیال حکمران طبقہ اپنی پوری خباثت کے ساتھ حالیہ برس میں پاکستان میں اسلام اور تعلیم اسلام سے بدظن ہی نہیں، پوری کوشش کے ساتھ بدل بھی رہے ہیں۔ یہ ہی دنیا کے بدترین انسان اور لوگ ہیں اور ان کی گمراہی میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ ان کی زبانوں سے اسلام کو وحشیانہ نظام کہا گیا ہے اور انہوں نے حدود کو بدل دیا ہے اور قرآن کے خلاف اپنی مرضی کے قانون نافذ کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بدبخت زندیق لوگوں کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت فرمائے اور قرآن وسنت کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

ایک اور گناہ کی کہانی قرآن کی زبانی ﴾......

﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشآء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیماo﴾ (سورۃ النساء)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

جس طرح آج دنیا میں شرک عام کیا جا رہا ہے چودہ سو سال پہلے کے مشرک بھی نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ

بھی آڑے وقت میں اللہ تعالیٰ کو خالص ہو کر پکارتے تھے۔ لیکن آج کل مسلمان کلمہ گوان کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اس نے شرک کی کئی قسمیں ایجاد کر لی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ یہ مسلمان اور کلمہ گو اور شرک اور پھر یہ مصیبت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارتا نظر آتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے اور ذرا بھی شرماتا نہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟ حالانکہ شرک ایک عظیم ظلم ہے اور اکبر الکبائر میں سے ہے۔ آج عامۃ الناس کو کیا کہنا ہے یہاں پر تو بڑے جبہ و دستار جو محراب منبر پر جلوا فروز ہونے والے علماء جنہوں نے لوگوں کی اصلاح کرنی تھی، جن کی بات کو لوگ حرف آخر سمجھتے ہیں، ان کی بات کو رد کرنا یا ٹھکرا دینا گناہِ عظیم شمار کرتے ہیں۔ وہ ہی ان لوگوں کو شرک جیسی دلدل میں گرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے خود بھی نہیں ڈرتے ہیں نہ ان لوگوں کو اس سے روکتے ہیں کیا وجہ ہے؟ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اگر حقیقت توحید سے آگاہ کریں تو ان کی دُکان کیسے چلے گی اور جو بوریاں بھر کر مال کمایا جاتا ہے، وہ کیسے حاصل ہوگا؟ دنیا کی جاہِ و حشمت کیسے نصیب ہوگی۔ سونا، چاندی اور کوٹھی اور عالیشان محل کیسے تعمیر ہوں گے۔

یہ تو دنیا کی چمک ہے جس نے ان کو اللہ کی توحید اور آخرت کی ہولناکیوں سے اندھا کر رکھا ہے اور دنیا میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ و بہتان باندھنے سے باز نہیں آتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ان کو اپنی تعریف اور اپنے آپ بڑا پاکباز ولی اور تزکیہ نفس اور ستائش کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ ان کی یہ حرکت ہی صریح گناہ ہونے کے لیے کافی ہے۔ فرمانِ رب العالمین:

﴿الم تر الی الذین یزکون انفسهم بل الله یزکی من یشآء ولا یظلمون فتیلاo انظر کیف یفترون علی الله الکذب و کفی به اثما مبیناo﴾ (سورۃ النساء)

''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جو اپنی پاکیزگی اور ستائش خود کرتے ہیں، بلکہ اللہ جسے چاہے پاکیزہ کرتا ہے، کسی پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ دیکھو یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کس طرح جھوٹ باندھتے ہیں اور حرکت صریح گناہ ہونے کے لیے کافی ہے۔''

شرک کے اوپر جتنا بھی لکھا اور وعظ کیا جائے کم ہے۔ کیونکہ آج کل جس طرح اس سے مسلمان تباہ ہو رہے ہیں صرف آخرت ہی برباد نہیں ہو رہی بلکہ ان کی دنیا بھی دونوں ہاتھوں سے لوٹی جا رہی ہے اور ان کو عقل نہیں آرہی۔ اسی لیے توحید کا ایک اصول ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرک جو ہوتا ہے وہ بالکل ہی عقل سے کورا اور پیدل ہوتا ہے۔ جب عقل نہیں ہوگی، توحید نہیں آسکتی۔ جب عقل ہوگی تو شرک بالکل نزدیک نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم کے ساتھ توحید کی دولت نصیب فرمائے اور شرک جیسے اکبر الکبائر سے محفوظ رکھے اور ان دین کے لٹیروں سے جو کئی شکلوں میں لوگوں کو لوٹ رہے ہیں، کہیں صوفی

کے روپ میں تو کہیں سجادہ نشین اور جبہ و دستار پیری و مریدی کے جال میں لوگوں کو دین سے دور کر کے اپنی طریقت میں ان کو ورغلا رہے ہیں۔

گناہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اثم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یا کسی اور لفظ سے اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن جو بھی گناہ کرے گا وہ خود ہی اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ان سے آگاہ کر دیا ہے اور ہر دور میں اس کا بندوبست کیا ہے اور قیامت تک ان گناہوں سے آگاہ کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا تا کہ کوئی عذر پیش نہ کر سکے کہ مجھے کسی نے بتایا نہیں ہے۔

ایک اور گناہ کی کہانی قرآن کی زبانی﴾......

﴿ومن یکسب اثما فانما یکسبه علی نفسه و کان الله علیما حکیما ○ و من یکسب خطیئة او اثما ثم یرم به بریأ فقد احتمل بهتناً و اثما مبینا○﴾ (سورۃ النساء)

''اور جو گناہ کرتا ہے اُس کا بوجھ اسی پر پڑ ہے اور اللہ تعالیٰ بخوبی جاننے والا پوری حکمت والا ہے اور جو شخص کوئی گناہ یا خطاء کر کے کسی ناکردہ گناہ کے ذمہ تھوپ دے گا اس نے بہت بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ کیا۔''

یہ بھی ایک گناہ کبیرہ ہے کہ خود گناہ کیا اور اس کو دوسرے کے اوپر جھوٹا گناہ لگا دینا' جس طرح بنوابیرق نے کیا تھا کہ خود چوری کی اور الزام چوری کا کسی دوسرے قبیلے کو دے دیا۔ ایسے ہی آج بہت سارے واقعات رونما ہوتے ہیں اور اخباروں کی زینت بنتے ہیں۔ کہ قتل خود کیا اور مقدمہ اور الزام کسی دوسرے کے اوپر لگا دیا اور سزاوار دوسرا ہو گیا یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک گناہ جو کہ یہود اور منافقین کی قبیح عادت تھی' اس کو بیان کیا اور اہل ایمان کو اس سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔ (سورہ ...)

ایک اور گناہ کی کہانی قرآن کی زبانی﴾......

﴿الم ترالی الذین نهوا عن النجوی ثم یعودون لما نهوا عنه ویتنحون بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول واذا جاؤک حیوک بما لم یحیک به الله ویقولون فی انفسهم لولا یعذبنا الله بما نقول حسبهم جهنم یصلونها فبئس المصیر ○ یایها الذین امنوا اذا تنجیتم فلا تتنجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتنجو بالبر والتقوی واتقوا الله الذی الیه تحشرون○﴾

[illegible]

کام کو دوبارہ کرتے ہیں اور آپس میں گنہگاری کی اور ظلم وزیادتی کی اور نافرمانی رسول کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں، جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے اس کیے پر سزا کیوں نہیں دیتا۔ ان کے لیے جہنم کافی سزا ہے جس میں یہ جائیں گے سو وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گنہگاری اور ظلم وزیادتی اور نافرمانی رسول کی نہ ہو بلکہ نفع رسانی، نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں پر تبادلہ خیالات کرو اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم سب نے جمع ہونا ہے اور جمع کیے جاؤ گے۔''

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مدینہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف یہود ونصاریٰ اور منافقین سرِ عام مخالفت کرنے سے ڈرتے تھے، لیکن ان کی خباثت سرگوشیاں اور کانا پھوسی کی صورت میں ہوا کرتی تھی اور وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کو نقصان پہنچانے کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے بلکہ وہ اپنی اس حرکت قبیح میں شرارتیں کرتے رہتے تھے اور پھر اپنے ہی دل یہ بھی خیال کرتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری اس حرکت پر ہم کو عذاب کیوں نہیں کرتا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ آپ فکر نہ کریں آپ کے لیے جہنم کا عذاب کافی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بھی اس قبیح حرکت کانا پھوسی سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی سے متنبہ کیا کہ آپ کو ایسی حرکت نہیں کرنی بلکہ ایسا کام کرنا ہے کہ جس سے لوگوں کو نفع ہو اور جس پر آپ کو نیکی حاصل ہو۔ کیونکہ مومن کی زندگی ان تمام برائیوں سے یعنی کانا پھوسی، غیبت، جھوٹ، دھوکہ اور لوگوں کو ناجائز ستانے جیسی تمام حرکتوں سے پاک ہونی چاہیے۔ یہ ہی مومن کی شان اور عظمت ہے۔

آج بھی یہود ونصاریٰ نصاریٰ اور زندیق جیسے ہندو وغیرہ قومیں اسلام کی صداقت سے خوفزدہ ہیں اور کھل کر سامنے نہیں آتے۔ لیکن اپنی خبیث شرارتوں سے باز نہیں آتے اور آئے دن کوئی نہ کوئی بہانا بنا کر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان دیتے رہتے ہیں اور پھر آج کل ایک بہانہ دہشت گردی کا ان کے ہاتھ آیا ہوا ہے۔ جس سے وہ مسلمانوں پر ہے جو ان کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور یہ سرِ عام اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت اور اسلام سے بغاوت کرتے نظر آتے ہیں بلکہ آج جتنا نقصان مسلمانوں سے اسلام کو ہو رہا یا پہنچ رہا ہے، اتنا یہود ونصاریٰ سے نہیں یہ کھلے عام، سر بازار حدود اسلام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور پھر شرماتے بھی نہیں بلکہ فخر کرتے ہیں کہ ہم نے جدید معاشرہ اور جدید زندگی کا آغاز کیا ہے اور کافر اپنے منصوبہ میں کامیاب ہو رہا ہے اور وہ اس پر بہت خوش ہے کہ ہم جو چاہتے تھے وہ اب مسلمان کر رہا ہے۔ نہ ان کو دین کا چھوڑا اور ان سے روحِ اسلام سلب کر لی ہے۔ العیاذ باللہ۔

اس طرح ہی اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ایسے مسلمانوں کا نقشہ کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

﴿وتری کثیراً منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت لبئس ماکانوا یعملون﴾ (سورۃ المائدہ)

''آپ دیکھیں گے ان میں کے اکثر گناہ سے کاموں کی طرف اور ظلم وزیادگی کی طرف اور حرام مال کھانے کی طرف لپک رہے ہیں۔ جو کچھ یہ کررہے ہیں وہ نہایت ہی بُرا کام ہے۔''

اس آیت نے میری اوپر والی پوری تحریر کا مطلب بیان کردیا اور احاطہ کیا ہے کہ آج اس دور میں ہم اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ ہی بخوبی دیکھ رہے ہیں کہ آج کس طرح مسلمان ان گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش (جلدی) کررہے ہیں اور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کے لیے بہت ہی نقصان دہ عمل ہے۔ یہ دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت کا بہت بڑا خسارہ (نقصان) ہے۔ ان کے مدِ مقابل دوسرے وہ خوش نصیب بھی ہیں جو اس دنیا میں ان گناہوں سے جو کبیرہ ہیں بچتے ہیں۔ اگر ان سے کوئی چھوٹا موٹا گناہ ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے فوراً معافی مانگ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت کا نقشہ کچھ یوں تیار کیا ہے:

﴿والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش واذا ما غضبوا ھم یغفرون والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوۃ﴾ (سورۃ الشوریٰ)

''کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور غصے کے وقت معاف کردیتے ہیں اور اپنے رب کے فرمان (یعنی حکموں) کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔''

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللھم ان ربک واسع المغفرۃ ھو اعلم بکم﴾ (سورۃ النجم)

''وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے سے گناہ کے بے شک تیرا رب کشادہ مغفرت والا ہے اور تمہیں بخوبی جانتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ایسے خوش نصیبوں کو یہ بھی حکم دیا کہ جب بھی کسی کے ساتھ تعاون یا ہمدردی کرنے کا ارادہ ہو تو صرف تعاون اور ہمدردی نیکی کے کاموں میں کرنا ہوگی نہ کہ برے کاموں میں اطاعت مخلوق معصیت رب العالمین یہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگیا تو پھر دنیا اور آخرت برباد ہوجائے گی۔ اس

لیے دنیا ساری ناراض ہو جائے۔ایک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض نہیں کرنا۔اللہ اور اس رسول کی اطاعت اور خوشی ہی ہماری نجات کا سبب ہے اور اس سے ہی حصول جنت ہے۔یہ ایسے لوگ ساری دنیا کو ناراض کر لیتے ہیں۔صرف اللہ کو راضی رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس لیے ہی فرمایا کہ سنو تعاون گناہ اور زیادتی میں نہیں کرنا صرف نیکی اور التقویٰ میں کرنا۔

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب﴾ (سورۃ المائدہ)

''نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی اور ظلم کے کاموں میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔''

سنو یہ ایک نہایت ہی اہم اور روشن اصول اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے جو کہ ایک مسلمان کے لیے قدم قدم پر رہنمائی مہیا کرتا ہے اور انسان کو ایک اچھی زندگی بسر کرنے کا ذریعہ مہیا کر سکتا ہے۔کاش آج مسلمان اس اصول کو اپنا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ان آیات میں ایک مسلمان کو ایسا درس بھی دیا ہے اور اپنی مغفرت کے وسیع ہونے کو بھی بیان کیا ہے اور ساتھ ہی اپنے سخت عذاب کی بھی بات کی ہے تاکہ مسلمان میری مغفرت اور سخت عذاب کو پڑھ کر ان دونوں میں اپنا راستہ متعین کر لے۔یہی وجہ ہے کہ خوش نصیب اپنے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے ہیں اور کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے دور رہتے ہیں۔

کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا عذاب نظر آتا ہے اور اس کی وسیع مغفرت جو ان کے لیے ہے کیونکہ وہ مالک غفور رحیم ہے۔وہ ان خوش نصیبوں کو اپنی وسیع مغفرت کے ساتھ ان کے چھوٹے موٹے گناہ معاف فرما دے گا اور ان سے راضی ہو جائے گا۔لیکن جنہوں نے اس راستے کو چھوڑ کر بغاوت اور نافرمانی کرتے ہوئے گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھا اور دن رات بغاوت کرتا ہوا گناہ کی وادی میں چلا گیا آخر اس نے اپنے لیے جہنم کی وادی اور سخت عذاب کو پسند کیا اور پھر وہ دردناک عذاب میں گرفتار ہو گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی اور تقویٰ والے راستے پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے غضب اور عذابوں سے بچائے۔آمین۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆